بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مفتی صاحب دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ ڈاکٹروں کا دواساز کمپنی اور لیبارٹری سے کمیشن لینے سے متعلق آپ کے دارالافتاء سے جاری ہونے والے دوفتاویٰ (۹۳/۷۔۲۳۔۹۳/۷/۲۴) میں دواساز کمپنی اور لیبارٹری سے کمیشن لینے کو مطلقاً ناجائز کہا گیا ہے ،ان فتاویٰ میں عدم جواز کے دلائل اور وجوہات مذکور نہیں ہیں جس کی وجہ سے تشنگی محسوس ہورہی ہے، جناب سے گزارش ہے کہ براہ کرام ان دونوں فتوؤں کے دلائل اور وجوہات عنایت فرما کر ممنون فرمائیں

دارالافتاء
فتوی نمبر ۹۶/۱۳۴۳
مورخہ ۱۱/۴/۳۲ھ
۱۷/۳/۲۰۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

ڈاکٹروں کے لئے دواساز کمپنی یا لیبارٹری سے کمیشن لینے کے عدم جواز کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی مریض فیس دے کر علاج کے لئے ڈاکٹر کے پاس آتا ہے تو شرعاً ڈاکٹر کے ذمہ لازم ہے کہ اپنے علم وفہم اور تجربہ کی بنیاد پر مرض کی تشخیص کرے اور مریض کے لئے دوائی تجویز کرے، دوائی تجویز کرنے میں ڈاکٹر کے ذمہ لازم ہے کہ وہ بہتر سے بہتر دوائی تجویز کرے یعنی ایسی دوائی تجویز کرے جو اس مرض کے لئے بھی مفید ہو اور دوائی بھی اچھی کمپنی کی ہو، یہ کام جہاں اخلاقی طور پر ڈاکٹر کے فرائض منصبی میں داخل ہے وہاں شرعاً بھی اس کے ذمہ لازم ہے کیونکہ انہی کاموں یعنی پورے احتیاط کے ساتھ مرض کی تشخیص اور مریض کے مناسب حال بہتر سے بہتر دوائی کی تجویز کے لئے اس نے مریض سے فیس وصول کی ہے یا مریض نے اس معاملہ میں اس پر اعتماد کیا ہے، دوائی کے تجویز کرنے پر ڈاکٹر اگر دواء ساز کمپنی سے بھی کمیشن لیتا ہے تو اس میں دوصورتیں ہیں:

(۱)......ایک صورت یہ کہ وہ دوائی صرف ایک ہی کمپنی بناتی ہے۔

(۲)......دوسری صورت یہ ہے کہ متعدد کمپنیاں بناتی ہیں۔

اگر ایک ہی کمپنی بناتی ہے تو اسی کمپنی کی دوائی لکھنا ڈاکٹر کے ذمہ شرعاً لازم ہے اس کے بغیر اس کے لئے کوئی چارۂ کار نہیں ہے کیونکہ اسی کام کے عوض وہ مریض سے فیس لے چکا ہے لہٰذا اپنی ذمہ داری اور فریضہ ادا کرنے پر کمیشن لینا رشوت ہے جو جائز نہیں ہے۔

اور اگر وہ دوائی متعدد کمپنیاں بناتی ہیں تو پھر اس کی دوصورتیں ہیں:

(۱)......ایک یہ کہ ساری کمپنیوں کی دوائی کا معیار ایک نہیں بلکہ ان میں فرق ہے۔

(۲)......دوسری صورت یہ کہ ساری کمپنیوں کا معیار ایک ہے۔

اگر فرق ہے تو ڈاکٹر کے ذمہ لازم ہے کہ اُس کمپنی کی دوائی لکھے جو معیاری ہو اور مریض کے لئے مفید ہو، لہذا شرعاً ڈاکٹر کے لئے جائز نہیں ہے کہ معیاری اور مفید کو چھوڑ کر غیر معیاری اور غیر مفید کمپنی کی دوائی تجویز کرے لہذا جب ڈاکٹر معیاری دوائی لکھ کر اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر رہا ہے تو اس کے ساتھ کمیشن بھی لینا رشوت ہے جو کہ جائز نہیں ہے، اور اگر کسی ایسی کمپنی کی دوائی تجویز کرتا ہے جو معیاری نہیں ہے لیکن محض اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ اس کمپنی سے کمیشن لیتا ہے تو یہ خیانت ہے اس خیانت پر کمیشن لینا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہے۔

اور اگر ساری کمپنیوں کی دوائی کا معیار ایک ہو اور مریض کے لئے کسی بھی کمپنی کی دوائی تجویز کر دی جائے تو مفید ہے تو ایسی صورت میں ڈاکٹر کسی بھی کمپنی کی دوائی تجویز کر سکتا ہے لہذا اس آخری صورت میں ڈاکٹر اگر اُس کمپنی کی دوائی تجویز کرتا ہے جس کمپنی سے ڈاکٹر نے کمیشن لینے کا معاہدہ کیا ہوا ہے تو درج ذیل شرائط کے ساتھ کمیشن لینے کے جواز کا فتویٰ دیا گیا تھا:

(الف)......مریض کے ساتھ کسی قسم کا دھوکہ نہ ہو یعنی مرض واقعۃً ایسا ہو کہ اس کے لئے اس دوائی کی ضرورت ہو محض کمیشن کی خاطر دوائی تجویز نہ کی جائے۔

(ب)......ڈاکٹر اور دواء ساز کمپنی کے درمیان کمیشن پہلے سے طے شدہ ہو، طے کئے بغیر کمیشن لینا دینا جائز نہیں ہے۔

(ج)......مریض کو اسی کمپنی کی دوائی خریدنے پر مجبور نہ کیا جائے جس کمپنی سے ڈاکٹر نے کمیشن کا معاہدہ کیا ہوا ہے۔

(د) دواء ساز کمپنی کمیشن میں خرچ ہونے والی رقم ادویات کی قیمت بڑھا کر مریض سے وصول نہ کرے۔

لیکن آجکل اولاً مذکورہ صورت تقریباً نہ پائے جانے کے برابر ہے۔

ثانیاً کمیشن لینے کو صرف مذکورہ آخری صورت کے ساتھ خاص نہیں سمجھا جاتا بلکہ اوپر ذکر کردہ تمام صورتوں میں کمیشن کا معاملہ کیا جاتا ہے۔

ثالثاً اگر کوئی صرف اس آخری صورت ہی میں کمیشن لیتا ہے تو اس آخری صورت کے لئے بھی جو شرائط اوپر تحریر گئی ہیں وہ نہیں پائی جاتیں، اس لئے معتبر اور مستند علماء کرامؒ نے مطلقاً عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے، چنانچہ فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک سوال کے جواب میں حکیموں کے لئے دواء فروش سے کمیشن لینے کو مطلقاً منع فرمایا ہے، سوال وجواب یہ ہے:

سوال: جو حکیم عطاروں سے حصہ معین لیتے ہیں تو عطار کافر کہتے ہیں کہ مریض سے بھی ہم قیمت نسخہ کی زیادہ لیتے ہیں ورنہ کم لیتے ہیں اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح قیمت زیادہ لیتے ہیں تو ایسے اقرار زبانی عطار کافر سے طبیب کو حصہ چہارم عطار سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حکیم کو عطار سے لینے کی نسبت پہلے بھی لکھا گیا ہے کہ یہ نادرست ہے ہرگز لینا درست نہیں اب عطار سچ کہے تب بھی نادرست ہے اور جھوٹ بولے تب بھی نادرست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بھی امداد الفتاویٰ (ج ۳ ص ۴۱۰) میں دواء فروش سے کمیشن لینے کو مطلقاً "درست نہیں" فرمایا ہے، امداد الفتاویٰ کا سوال وجواب یہ ہے:

سوال (۴۱۳) حکیم وعطار میں جو چہارم کا معاملہ طے ہو جاتا ہے یعنی حکیم، عطار سے یوں کہتا ہے کہ جس قدر ہم تمہارے یہاں نسخہ جات بذریعہ مریض روانہ کریں اس میں جو قیمت وصول ہو اس میں سے چہارم ہم کو دینا، چنانچہ اس کو عطار تسلیم کر لیتا ہے تو اب فرمایئے کہ یہ چہارم عطار کو دینا اور حکیم کو لینا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب: درست نہیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ مذکورہ تفصیل جو ڈاکٹروں کے کمیشن سے متعلق اوپر تحریر کی گئی ہے وہی تفصیل کسی لیبارٹری میں مریض بھیج کر اس لیبارٹری والے سے کمیشن لینے سے متعلق بھی ہے، یعنی دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

فی اعلاء السنن (ج ۱۵ ص ٦٤)

وفی البحر: حد الرشوة بذل المال فیما ہو مستحق علی الشخص، وقالوا: بذل المال لاستخلاص حق له علی آخر رشوة۔

والحاصل: ان حد الرشوة ہو ما یوخذ عما وجب علی الشخص سواء کان واجبا علی العین او علی الکفایة وسواء کان واجبا حقا للشرع ......او کان واجبا عقدا کمن آجر نفسه لاقامة امر من امور المتعلقة بالمسلمین فیما لهم، او علیهم کذا فی الکشاف للتهانویؒ۔

وفی البحر الرائق (ج ۱۷ ص ۳۳٤)

وبذل المال فیما هو مستحَق علیه حد الرشوة۔

فی الشامیة (ج٥ص ٣٦٢)

فی الفتح : ثم الرشوة اربعة اقسام :

الثالث : اخذالمال لیسوی امره عندالسلطان دفعاللضرراو جلباللنفع وهو حرام علی الآخذ فقط ......وفی الاقضیة قسم الهدیة وجعل هذامن اقسامهافقال ......وحرام علی الآخذ فقط وهوان یهدی لیکف عنه الظلم ......الرابع : مایدفع لدفع الخوف من المدفوع الیه علی نفسه اوماله،حلال للدافع حرام علی الآخذ، لان دفع الضرر عن المسلم واجب ولایجوز اخذ المال لیفعل الواجب ـ

فی بدائع الصنائع (ج٨ص ٧٣)

ولواستاجرهاللطبخ والخبز،لم یجزولایجوز لهااخذالاجرة علی ذلك، لانهالواخذت الاجرة لاخذتهاعلی عمل واجب علیهافی الفتویٰ فکان فی معنی الرشوة فلایحل لهاالاخذ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

السید
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۲۵-۱۱-۱۴۳۱ھ
۳-۱۱-۲۰۱۰ء

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
۲۵/۱۱/۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف سکھروی
۲۴-۱۱-۱۴۳۱ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
۲۴/۱۱/۱۴۳۱

مفتی دارالعلوم کراچی

دارالافتاء
فتویٰ نمبر ۹۶/۱۳۴۳

نوٹ: دارالافتاء کے حضرات کے دستخطوں کے بعد یہ فتویٰ حضرت صدر صاحب مدظلہم کو دکھانے کے لئے جاری کرنے سے روک لیا گیا تھا اور اس سلسلے میں کئی بار حضرت کی خدمت میں حاضری بھی ہوئی لیکن حضرت کو دکھانے کا موقع نہیں ملا، اسلئے دستخطوں کی تاریخ اور اجراء فتویٰ کی تاریخ میں فرق ہوا ہے۔ السید
۱۳/۴/۳۲ھ